سرخ لفافہ

محمد کاشف غلام ربّانی

اکبر چوک، گلی نمبر 2، دھولیہ۔ 424001 (مہاراشٹر)

سارے شہر میں سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ شہر کا شاید ہی کوئی گھر ہو جہاں وہ سرخ لفافہ نہ پایا گیا ہو۔ عجیب بات تھی کوئی راتوں رات سبھی گھروں میں ایک ہی طرز کا سرخ لفافہ ڈال گیا تھا اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہ تھا کہ یہ کس کا کام ہے۔ آپ سوچیں گے کہ لفافہ تو لفافہ ہوتا ہے اس لفافے میں ایسا کیا تھا جو سارا شہر ہل گیا۔ دراصل وہ لفافہ بھی عام سا تھا، لیکن اس پر سوائے دو سطروں کے کچھ بھی نہیں لکھا گیا تھا اور وہ دو سطریں تھیں ''الف، ب، ج'' ''مسٹر الف، ب، ج کی طرف سے'' یعنی کہ کسی نامعلوم شخص کا نامعلوم پیغام۔ بس یہی وجہ تھی کہ ہر شخص اس لفافے کے متعلق متجسس نظر آ رہا تھا۔

شہر کی ہر گلی، ہر گھر میں اس لفافے کا ذکر ہو رہا تھا، منہ جتنا اتنی باتیں، کئی لوگ گھبرا رہے تھے، کسی کا ماننا تھا کہ یہ کسی سر پھرے کا مذاق ہے، کوئی کہہ رہا تھا یہ بہت گہری سازش نظر آتی ہے چونکہ سرخ رنگ موت کی نشانی مانا جاتا ہے اس لیے ممکن ہے کہ یہ ہمارے دشمن ملک کی دھمکی ہو۔ کوئی محتاط رہنے کی تلقین کر رہا تھا اور کسی نے تو حد ہی کر دی کہنے لگا کہ یہ کسی بھوت پریت کا کام نظر آتا ہے۔ میں نے رات میں اپنے گھر پر ایک سایہ دیکھا تھا۔ یہ بات جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ کسی نے اسے تسلیم کیا تو کسی نے نہیں۔ ایک صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کیا کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق کا پیغام ہے کہیں وہ ہماری زمین پر نہ آ دھمکے..... یہ بات کبھی بڑے چرچے میں رہی اور اسی طرح بہت سی باتیں ہوتی رہیں۔

شہر کی پولیس متحرک ہوگئی تھی۔ ایسے ماحول پر قابو پانا مشکل نظر آ رہا تھا۔ پولیس والے بھی انسان ہی تھے ان میں بھی طرح طرح کی افواہیں گردش کر رہی تھیں۔ عجیب ماحول تھا، لیکن تفتیش جاری تھی۔ انسپکٹر مختار اپنے طور پر اس کیس کو حل کرنے میں سرگرداں تھے۔ انھوں نے چھان بین کا آغاز تمام چھاپہ خانوں میں پچھلے دنوں لائے گئے سامان کی فہرست منگوا کر کیا۔ جس سے انھیں معلوم ہوا کہ ڈائمنڈ پریس والوں نے پچھلے دنوں بڑی مقدار میں سرخ موٹے کاغذ دوسرے شہر سے منگوائے ہیں۔ انسپکٹر سیدھا پریس جا پہنچے۔

پریس کا منیجر انسپکٹر کو دیکھ کر گھبرا رہا تھا۔ انسپکٹر نے اس سے سیدھے سیدھے پوچھا کہ وہ بتا دے کہ اس نے یہ کارڈ کس کے کہنے پر چھاپے ہیں۔ اس پر منیجر نے بتایا

کہ کوئی گمنام شخص تھا جس نے اسے یہ کام کرنے کے لیے مجبور کیا تھا اور لفافہ لینے کے لیے بھی اس کا ایک آدمی گاڑی میں آیا تھا۔ انسپکٹر نے اس گاڑی والے آدمی کا حلیہ جاننا چاہا، لیکن منیجر نے کہا کہ ''سر اس نے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا اس لیے کوئی بھی اسے دیکھ نہ سکا۔'' انسپکٹر بہت مایوس ہوئے اور وہاں سے واپس آ گئے۔

شام کے وقت مصروفیت کے باوجود انسپکٹر مختار کو اپنے جگری دوست جاوید اختر کی سالگرہ کی تقریب (پارٹی) میں جانا پڑا۔ وہ شہر کے بڑے رئیس تھے اور حال ہی میں انھوں نے ایک بہت بڑا مال بنوایا تھا جس

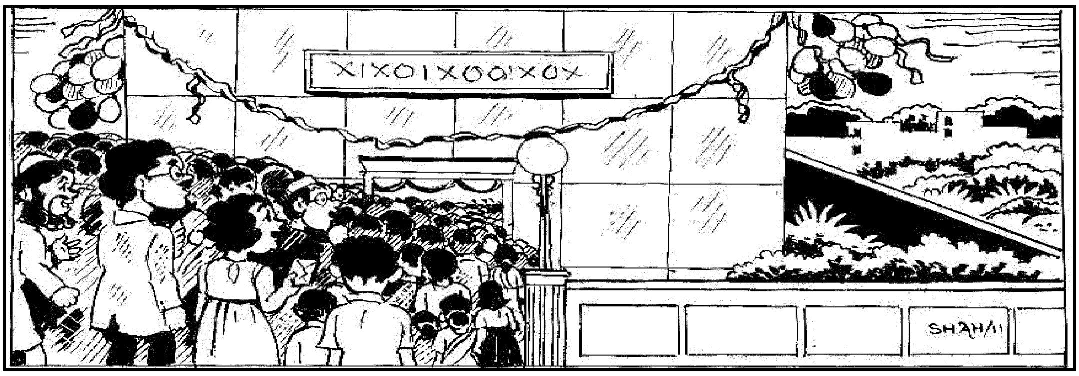

کی شروعات عنقریب ہونی تھی۔ پارٹی کے دوران بھی انسپکٹر صاحب کچھ الجھے الجھے سے رہے۔ کافی دیر کے بعد جب پارٹی ختم ہوئی اور سبھی مہمان رخصت ہونے لگے تو انسپکٹر مختار نے بھی اپنے دوست سے جانے کی اجازت چاہی تو جاوید بولے۔ ''کیا بات ہے بھئی! آج کچھ پریشان سے لگ رہے ہو۔''

''کیا بتاؤں؟ معاملہ اسی سرخ لفافے کا ہے۔'' انسپکٹر پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ بولے۔

''اوہ! ختم بھی کرو یار'' جاوید اختر نے کہا: ''ایک راز کی بات بتاؤں'' کہہ کر چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وہ لوگ اس وقت پارٹی والے کمرے کے ایک کونے میں کھڑے تھے۔ اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی نہ تھا۔ جب وہ مطمئن ہو گئے کہ کوئی قریب میں موجود نہیں ہے تو بولے: ''وہ لفافہ میں نے ہی رکھوایا ہے۔'' انسپکٹر صاحب کے پورے جسم میں مانو بجلی دوڑ گئی وہ عش عش کر بولے: ''لیکن ..... تم نے ..... آخر ایسا .....'' ان کی بات پوری بھی نہ ہو پائی تھی کہ کچھ لوگ وہاں پر آ گئے جاوید اختر نے مسکراتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہا: ''ہم کل بات کریں گے۔'' اور ان لوگوں کے ساتھ چلے گئے۔ انسپکٹر چکر میں پڑ گئے کہ آخر معاملہ کیا ہے بالآخر وہاں سے واپس آ گئے۔

انسپکٹر کو پتہ چل چکا تھا کہ مجرم کون ہے، لیکن جاوید اختر کی گرفتاری کے بارے میں وہ کشمکش کا شکار تھے کیونکہ ایک طرف دوستی تھی تو دوسری طرف فرض بالآخر بڑی سوچ بچار کے بعد انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ جاوید اختر کے بارے میں کمشنر صاحب کو سب کچھ بتا دیں گے اور پھر

انھوں نے کمشنر صاحب کوفون کیا۔ ''ہیلوکمشنر صاحب۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ہاں کمشنر آف پولیس واجد احمد بول رہاہوں، دوسری جانب سے آواز آئی۔

''سر میں انسپکٹر مختار ہوں۔''

''ہاں مختار بولوکیا بات ہے۔''

''سر مجھے آپ کو یہ بتانا ہے کہ مجھے اس انسان کے بارے میں پتہ چل گیا ہے جس نے سرخ لفافہ شہر کے ہر گھر میں پہنچایا ہے۔''

''اوہ۔اچھا کون ہے وہ؟''

''وہ کوئی اور نہیں شہر کا مشہور بزنس مین جاوید اختر ہے۔''

''ویری گڈ تم نے بڑی اچھی طرح سے کام کیا، لیکن تمھیں ایک بات جان کر بڑی حیرانی ہوگی۔''

''وہ کیا۔''

''وہ یہ کہ مجھے یہ بات پہلے سے پتہ تھی کہ لفافہ جاوید نے رکھا ہے، اس نے یہ مجھ سے پوچھ کر ہی کیا ہے۔''

''لیکن کیوں۔''

''تمھیں تو پتہ ہوگا کہ جاوید نے ابھی ابھی ایک شاپنگ مال بنوایا ہے اسی کی تشہیر کے لیے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔''

''میں اب بھی نہیں سمجھا۔''

''دراصل اس نے ایک انعامی مقابلہ رکھا ہے وہ جوسرخ لفافہ ہے وہ اس کا کوپن ہے جسے ہر گھر میں پہنچا دیا گیا ہے ایک کونے پراس کو گھسنے سے وہاں سے سرخ رنگ نکل جائے گا اور وہاں پر نمبر لکھا ہوگا۔کل مال کے افتتاح کے وقت قرعہ اندازی کے ذریعہ ۵۰ نمبروں کوچن کر انعام دیا جائے گا یعنی قرعہ اندازی میں جو ۵۰ نمبر چنے جائیں گے اس نمبر کا لفافہ جس کے پاس ہوگا اسے انعام دیا جائے گا۔ابھی ایک گھنٹے کے بعد یہ سارا اعلان ٹی۔وی پرنشر ہوگا۔

''سر کیا اس طرح لفافہ سب کے گھر چوری چھپے رکھنا غیر قانونی نہیں۔''

''اس کی تم فکر مت کرو ہم نے ایک قانونی نکتہ ڈھونڈ لیا ہے، اس کی وجہ سے کوئی بھی جاوید پر انگلی نہیں اُٹھا سکتا ٹھیک ہے۔''

''ٹھیک ہے جناب۔'' یہ کہہ کہ انسپکٹر صاحب نے فون بند کردیا۔

ایک گھنٹے بعد ٹی۔وی پر سب نیوز چینل والے سرخ لفافے کے راز پر سے پردہ اُٹھا رہے تھے اور دوسرے دن آدھے سے زیادہ شہر مال کی جانب جارہا تھا۔ مال تو خیر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا باہر سڑک پر بھی تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ انسپکٹر کو اپنے دوست جاوید کے دماغ پر رشک آرہا تھا کہ اس نے صرف ایک دن میں اپنے مال کو شہر کا سب سے مشہور مال بنادیا۔

آج بھی جب کوئی اس مال میں جاتا ہے یا اس کے قریب سے گزرتا ہے تو اسے سرخ لفافہ ضرور یاد آتا ہے۔

○○